التحقیق المنیر
فی رد
سُم الحسن الأمیر

کیا امام کو زہر معاویہ رضی اللہ عنہما نے دلوایا ؟

ازقلم

علامہ منیر عباس چشتی

مقدمہ

امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کو زہر دینے کے الزام کے رد میں روشن تحقیق الحمد للہ، یہ وہ رسالہ ہے جس میں ہم ایک نہایت سنگین اور بار بار دہرائے جانے والے الزام کا علمی و تحقیقی جائزہ لینے جا رہے ہیں۔ دشمنانِ صحابہ اور ان کے ہم نوا ہر دور میں یہ افسانہ تراشتے رہے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے، سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کی زوجہ کے ذریعے زہر دلوایا۔ یہ الزام نہ صرف بے دلیل ہے بلکہ تاریخ وحدیث کی روشنی میں سراسر باطل اور من گھڑت ہے

یہ کہنا کہ جعدہ بنت الأشعث، جو اہل بیت کے پاکیزہ گھرانے کی بہو تھیں، ایسی سازش کا حصہ بنیں، بذاتِ خود ایک کھلا افتراء اور ان کے شرف و عزت پر حملہ ہے۔ اسلامی شریعت کی رو سے کسی پر قتل یا زہر دینے کا الزام لگانے کے لیے معتبر شہادت درکار ہے۔ قرآنِ کریم نے واضح فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات:6)

یعنی اگر کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جہالت میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

یہ اصول صرف خبر کی صحت جانچنے کے لیے نہیں بلکہ انسانی جان، عزت اور حرمت کے باب میں مزید شدت کے ساتھ لازم ہے۔ دو معتبر گواہوں کے بغیر تو نکاح تک ثابت نہیں ہوتا، پھر یہ کیسی جسارت ہے کہ تم کسی جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ پر زہر دلوانے کا الزام لگا دیتے ہو؟

یہ رویہ دراصل محض علمی کمزوری نہیں بلکہ ایک زہر آلود تعصب ہے۔ بغضِ معاویہ ہی اصل سبب ہے کہ یہ گروہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف باتیں تلاش کرتا ہے۔ مرزا انجینئر جہلمی، ظہور فیضی اور طیب شاہ گیلانی جیسے لوگ حضرت معاویہؓ پر اعتراضات کرتے ہیں اور دعوی محبت اہل بیت کا کرتے ہیں۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم پر کیچڑ اچھالتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم محب اہل بیت ہیں۔ مگر اہل بیت سے محبت کا تقاضہ یہ ہر گز نہیں۔ بعض شیطان کے ہتھکنڈے میں آکر بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ان سب کو قبر میں اترنا ہے۔ وہاں نہ زبانیں چلیں گی، نہ دلیل سازی کی گنجائش ہو گی بلکہ اعمال کی بنیاد پر فیصلہ ہو گا۔

کیا یہ حضرات نہیں جانتے کہ بغیر دلیل کے قتل کا الزام لگانا خود ایک سنگین جرم ہے؟ دوسرے کے ساتھ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ ابعض کے دلوں میں صحابہ رسول ﷺ کے خلاف بغض بھرا ہوا ہے، بالخصوص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف۔

اے الزام تراشوں! اللہ سے ڈرو۔ تمہاری یہ بے اصل کہانیاں، یہ گھڑی ہوئی روایات اور یہ زہریلا پروپیگنڈہ عنقریب دم توڑنے والا ہے۔ ہمارا یہ رسالہ تمہارے ہر شُبہے کا علمی جواب دے گا۔ تمہارے پاس نہ روایت کی صحت ہے، نہ سند کی قوت، نہ شہادت کا اعتبار۔ اب تمہارے پاس یا تو یہ راستہ ہے کہ پیالی میں پانی لے کر ڈوب مرو، یا پھر شرم وحیاء سے اپنے باطل بیانیے سے رجوع کرو۔ ورنہ قیامت کے دن تمہارے جھوٹے پروپیگنڈے تمہارے ہی گریبانوں میں لپٹ جائیں گے۔

فضائل و مناقب سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تین ہجری میں پندرہ رمضان المبارک کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ : حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پہلی اولاد ہیں۔ بچے کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں دن نومولود کے عقیقے کے موقع پر دو دُنبے ذبح کئے اور اپنی پیاری بیٹی سے فرمایا کہ بچے کے سر کے بال اتروائیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ جب آپ کا سر منڈا کر بالوں کا وزن کیا گیا تو یہ وزن ایک درہم کے برابر تھا۔ اتنی چاندی خیرات کی گئ۔ دایہ کو دنبے کی ران اور ایک دینار دیا گیا۔ سر منڈانے کے بعد نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نومولود کے سر پر خوشبو ملی اور اسی دن آپ کا نام رکھا گیا اور ختنہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی آپ کے کان میں اذان کہی تھی۔

(سیرت حلبیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سینہ سے سر تک نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شبیہہ ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے تک حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شبیہ ہیں۔ (جامع الترمذی، کتاب المناقب، ۳۷۴۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں تھے اور وہ اپنی انگلیاں نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک میں ڈال رہے تھے اور نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے: اللھم انی احبہ فاحبہ۔

ترجمہ: اے اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔(صواعق محرقہ صفحہ نمبر 467)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ بیٹے سے مراد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں۔(جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم: 3773)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتنے دنوں بعد جاتے ہو۔ میں نے کہا کہ: اتنے اتنے دنوں سے میرا آنا جانا چھوٹا ہوا ہے۔ اس پر وہ ناراض ہو گئیں۔ تو میں نے کہا کہ: اچھا، اب آپ مان بھی جایئے۔ میں آج ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر نماز مغرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کروں گا، اپنی اور آپ کی مغفرت کی دعا کرنے کی درخواست کروں گا، حضرت حذیفہ کہتے ہیں: میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کیا، پھر حضور عشاء تک نماز میں مشغول رہے، عشاء پڑھنے کے بعد جب آپ لوٹے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا، حضور نے جب میری آواز سنی تو فرمایا: کون؟ حذیفہ، میں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ایک فرشتہ جو آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ آیا، آج اس نے اپنے رب سے اس بات

کی اجازت مانگی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے اس بات کی خوشخبری دے کہ: فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے اور حسن ، حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔(جامع ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۷۸۱)

حضرت سیدناامام حسن رضی اللہ عنہ بڑے حلیم، کریم اور متقی وپرہیزگار تھے، انہوں نے اپنی زندگی میں دوبار اپناسارامال اللہ کی راہ میں خرچ کردیا۔اس کے علاوہ جب بھی راہ خدامیں مال لٹانے کی باری آئی توانہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے ۵۰/مرتبہ پیدل حج کیا۔وہ کہتے تھے کہ: مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اوراس تک پیدل چل کر نہ جاؤں۔

حضرت سیدناامام حسن رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال میں مورخین کااختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ سن ۴۹/ہجری میں آپ کاوصال ہوا۔اورایک قول یہ ہے کہ سن ۵۰/ہجری میں ہوا،اور سن ۵۱/ہجری کا بھی قول کیاگیاہے۔لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔آپ کی وفات کاسبب یہ ہواکہ آپ کوزہر پلادیاگیا، جس کی وجہ سے آپ چالیس دن تک بیمار رہے پھر انتقال کرگئے۔جب بیماری زیادہ بڑھی توآپ نے اپنے چھوٹے بھائی سیدناامام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایاکہ: مجھے تین بارزہر دیاگیالیکن اس بارسب سے زیادہ شدید زہر تھاجس سے میراجگر کٹ رہاہے۔سیدناامام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھاکہ آپ کوکس نے زہر دیاہے؟توآپ نے فرمایا: یہ سوال کیوں پوچھتے ہو؟ کیاتم ان سے جنگ کروگے۔میں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتاہوں۔

کچھ لوگوں سے یہاں پر سخت غلطی واقع ہوئی، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدناامام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی ''جعدہ بنت الاشعث ''کودشمنوں نے بہلا پھسلاکراپنی سازش کاحصہ بنالیااور وہ دشمنوں کے جھانسے میں آکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کودھوکے میں زہر پلادی۔یہ بات بالکل جھوٹ اورافتراء محض ہے۔کیونکہ تمام مورخین نے اس بات کو تسلیم کیا

ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے زہر پلانے والے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کسی کا نام نہ بتایا اور صرف اتنا کہا کہ: میں ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑتا ہوں۔

تو جب انہوں نے نام نہیں بتایا یہاں تک کہ کسی کے بارے میں اپنی شک کا اظہار بھی نہ فرمایا۔ جس کی وجہ سے اس وقت کسی سے قصاص نہ لیا جاسکا تو پھر دوسروں کو کیسے اس کا علم ہوا؟ اس لئے ایک ایسے مقدس امام جن سے اپنا رشتہ جوڑنے پر اس زمانے کی عورتیں ہر دکھ گوارا کرنے کو تیار رہتی تھی، پھر جنہیں نوجوانان جنت کی سردار کی بیوی بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے بارے میں ایسا خیال رکھنا اپنی تباہی اور بربادی کو دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور اپنے ان نیک بندوں کے صدقے دارین کی سرخروئی نصیب فرمائے۔

سیرت وخصائص: سید الاسخیاء، امام الاولیاء، صاحبِ جود وسخا، نورِ نظر سیدۃ النساء، جگر گوشۂ علی المرتضی، راکب دوشِ مصطفیٰ ﷺ، امام المسلمین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ آپ بڑے حلیم، سلیم، رحیم، کریم، متواضع، منکسر، صابر، متوکل اور باوقار تھے، زہد ومجاہدۂ نفس میں مشغول رہتے تھے۔ آپ سرورِ عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق آخری خلیفۂ راشد ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے سینہ تک رسول اللہ ﷺ کے بہت زیاد مشابہ تھے، اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سینے سے نیچے تک بہت زیادہ مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے کوئی بھی مشابہ نہ تھا۔ آپ نے پچیس حج پیدل کیے حالانکہ اعلیٰ نسل کے اونٹ اور گھوڑے دروازے پر موجود ہوتے تھے۔ بہت سخی تھے۔ کئی مرتبہ اپنے گھر کا سارا سامان اللہ راہ میں تصدق کر دیا۔ یتیموں، مسکینوں، اور بیواؤں کی کفالت نصب العین تھا۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی امام حسن رضی اللہ عنہ سے محبت:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے امام حسن کو اٹھایا ہوا ہے۔ وھو یقول بابی، شبیہ بالنبی لیس شبیہ بعلی۔ و علی یضحک۔

ترجمہ: آپ فرمار ہے تھے۔ میرے ماں باپ قربان۔ (اے حسن!) تم رسولِ خدا کے مشابہ ہو، اور علی کے مشابہ نہیں، اور یہ (سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس پڑے۔ (صحیح البخاری، فی مناقبِ حسن و حسین: 187)

عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ سرورِ عالم ﷺ کی خوشنودی آپ کی اہلِ بیت کی محبت میں ہے۔ (ایضاً) سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی امام حسن سے محبت: حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حضرات حسنین کریمین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ان کا وظیفہ تمام صحابہؓ کرام کے فرزندوں سے زیادہ مقرر کیا تھا۔ بدری صحابہ کے فرزندوں کا وظیفہ دو ہزار تھا۔ مگر حسنین کریمین کا وظیفہ پانچ ہزار تھا۔ (مناقبِ اہلِ بیت: 406)

ایک مرتبہ سیدۃ النساء حضرات حسنین کریمین کو سرورِ عالم ﷺ کے پاس لے کر آئیں، اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ان دونوں بچوں کو کچھ عطا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اما الحسین فلہ ھیبتی وسوددی، واما الحسین فلہ جرأتی وجودی۔ یعنی حسن کو ہیبت اور سرداری عطا کی ہے، اور حسین کو شجاعت اور فیاضی عطا کی ہے۔ (مناقبِ اہلِ بیت: 404)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من احبنی فلیحبہ، فلیبلغ الشاہد منکم الغائب۔ (ذخائر العقبیٰ: 123) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من سرہ ان ینظر الی سید شباب اہل الجنۃ، فلینظر الی الحسن۔ (الصواعق المحرقہ: 192)

حضرت امام حسن کی خلافت: حضرت مولا علی کی شہادت کے بعد رمضان المبارک 40ھ میں مسلمانوں نے حضرت امام حسن کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ جب یہ خبر والیِ شام تک پہنچی انھوں نے لشکر کشی کا ارادہ اور ساٹھ ہزار افراد کا لشکر لے کر عراق فتح کرنے کے لئے نکلے، اور ادھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ شام سے ایک لشکر آرہا ہے، توآپ دفاع کے لئے ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے، اور مقامِ مسقف، مدائن میں لشکر ٹھہر گیا، فوج نے یہ گمان کر لیا تھا کہ آپ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

جب آپ سے اس امر میں تصدیق کی گئی توآپ نے فرمایا! "مجھے مسلمانوں کا اتحاد، اوران کی خوشحالی، اوران کی جان واموال، اوران اکی آپس میں صلح پسندی بہت محبوب ہے"۔ آپ کے ان ارشادات سے آپ کی فوج میں اختلاف ہو گئے۔ آپ بہت باوقار اور نہایت ہی بردبار شخصیت کے مالک تھے۔ جذباتیت وانانیت نام کی کوئی چیز آپ کے پاس بھٹکی بھی نہ تھی۔ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی اور خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ ہزاروں مسلمانوں کی قیمتی جانیں بچالیں، اوراپنے نانا جان کے فرمانِ عالیشان کے مصدق ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انّ ابنی ھٰذا سیّد و لعلّ اللہ ان یصلح بہٖ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ (بخاری۔ حدیث: 2704)

ترجمہ: یہ میرا فرزند سید ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کرادے گا۔ جب آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے توآپ کے بعض (جذباتی) ساتھی کہنے لگے۔ "یاعار المسلمین" آپ نے برجستہ جواب دیا! "العار خیر من النار"۔ ان جملوں میں آج امتِ مسلمہ کے قائدین کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ اقتدار کی جنگ میں لاکھوں مسلمانوں کا خون ضائع ہورہاہے۔ عدمِ اتفاق کی وجہ سے آج امتِ مسلمہ زبوں حالی کا شکار ہے۔ شاطر دشمن انتشار

کے ذریعے امتِ مسلمہ کو تباہ و برباد کر رہا ہے،اور مسلم حکمران عیاشیوں میں مصروف ہیں۔کاش! یہ حکمران حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اتحاد و امن کے داعی بن جائیں،اور ہمیشہ کے لئے امر ہو جائیں۔

تاریخ شہادت: شہادت کے سن اور تاریخ میں بڑا اختلاف صحیح قول کے مطابق 5 ربیع الاوّل 49 یا 50ھ ،ہے۔آپ کی شہادت زہر خورانی سے ہوئی۔زہر کس نے دیا تاریخ اس بارے میں خاموش ہے۔باقی سب قیاس آرائیاں اور روافض کی ملمع سازیاں ہیں۔آپ کی قبرِ انور جنت البقیع میں ہے۔

کیاامیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام کو زہر دلوایا؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چونکہ طعن کیا جاتا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ذریعے زہر دلوایا گیا۔اس سلسلے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

[1]

امام حاکم نقل کرتے ہیں

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، ثنا زُهَيْرُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ السَّدُوسِيُّ قَالَ: «سَمَّتِ ابْنَةُ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَكَانَتْ تَحْتَهُ وَرُشِيَتْ عَلَى ذَلِكَ مَالًا» [التعليق - من تلخيص الذهبي] 4815 - سكت عنه الذهبي في التلخيص

حضرت قتادہ بن دعامہ السدوسی سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس کی بیٹی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دیا تھا حالانکہ وہ آپ کے نکاح میں تھی،اور اس سلسلہ میں اس نے بہت سارا مال رشوت لیا ہوا تھا۔

اسکا سند میں ایک راوی ہے

قتادہ بن دعامہ سدوسی البصری ہے۔آپ سن ۶۱ ہجری میں نابینا پیدا ہوئے۔

[تہذیب الکمال]

اسکا امام حسن رضی اللہ عنہ المتوفی 50 سے سماع نہیں ہے۔

اس طرح مستدرک میں چار روایات ہیں جن کے متن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرف سے زہر دلوانا یا جعدہ کا زہر دینا ناہی ذکر ہے ناہی ایسا کچھ ثابت ہے۔

ان میں سے ایک روایت 4412 ہے جس میں السری متروک ہے۔

دوسری 4804 ہے جس میں واقدی ہے جو متروک ہے۔

تیسری 4395 ہے جس میں داؤد بن یزید ہے جو کہ ضعیف ہے۔

چوتھی 4816 اس میں بھی اس الزام کا ذکر نہیں باقی امام ذھبی کی تلخیص میں ہے سکت عنہ الذھبي.

پانچویں قتادہ بن دعامہ والی ہے جسکا اوپر ذکر آگیا۔

[2]

وان قاتل الحسين هو يزيد بن معاوية! رواها ابن عساكر عن ابن جعدبة قال: «كانت جعدة بنت الأشعث بن قيس تحت الحسن بن علي، فدس إليها يزيد أن سمي حسنًا فإني مُزَوجك، ففعلت، فلما مات الحسن بعثت إليه جعدة تسأل يزيد الوفاء بما وعدها، فقال: إنا والله ولم نرضك للحسن، فنرضاك لأنفسنا).

تاریخ دمشق،ابن عساکر (13/284).

روایات سے استدلال کیا جاتاہے اس پر کہ سیدناامام حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا یزید بن معاویہ ہے

توابن عساکراس کوابن جعدبہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جعدہ بنت الاشعث بن قیس سیدناامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے تحت پاس تھی یزید نےان کے لیےایک فریب چلاکہ اگرآپ سیدناحسن بن علی علیہاالسلام کوزہر دیں گیں تومیں آپ سے شادی کروں گاتوانہوں نےایساکردیاتوجب سیدناامام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے توانہوں نے یزید کی جانب پیغام بھیجاکہ وہ جو کہاتھاوہ پوراکرویعنی وعدہ کی وفاءکروتواس نے کہامیں اللہ کی قسم میں راضی ناتھاتمہاراحسن کے لیے ہوناتوپھرکیسے تمہیں میں اپنے لیے راضی کروں۔

جواب اوررڈّ

ابن جعدبة، وهو كذابٌ ليس بثقة تركه الأئمة.

قال ابن الجوزي: «يزِيد بن عِيَاض بن جعدبة أَبُو الحكم اللَّيْثِيّ الْمَكِّيّ ... قَالَ يحيى: لَيْسَ بِشَيْء، وَلَا يكْتب حَدِيثه، وَقَالَ مرّة: لَيْسَ بِثِقَة.

وَقَالَ عَليّ: ضَعِيف، لَيْسَ بِالْقَوِيّ.

.سُئِلَ مَالكَ عَن ابْن سمْعَان فَقَالَ: كَذَّاب، قيل: فيزِيد بن عِيَاض؟ فَقَالَ: أكذب وأكذب

.وَقَالَ البُخَارِيُّ وَمُسلمٌ: مُنكر الحَدِيث

.وَقَالَ السَّعْدِيُّ: ذهب حَدِيثه

.وَقَالَ النَّسَائِيّ وَأحمد بن صَالح والأزدي: مَتْرُوك الحَدِيث

.وَقَالَ الفلاس: ضَعِيف الحَدِيث جدًّا

وَقَالَ الدارقطني: ضَعِيف

ترجمه

کہ اس میں جتنی بھی روایات سنی و شیعہ طریق سے وہ سب ثابت نہیں ہیں

بہر حال جو سنی طریق یعنی اسانید سے ہیں ان میں جعدبہ ہے جو کہ کذاب ہے اور ہر گز ثقہ نہیں اور اس کو امت نے ترک کیا ہے

ابن جوزی کہتے ہیں کہ یزید بن عیاض بن جعدبہ ابو الحکم اللیثی المکی اس کے حوالے سے یحیی کہتے یہ کوئی چیز نہیں ہت اس کی حدیث نا لکھی جائیں اور دوسرے مرتبہ کہا ہے اس کے حوالے سے کہ یہ ہر گز ثقہ نہیں

علی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور ہر گز قوی نہیں

مالک سے سوالی گیا ہے ابن سمعان سے تو وہ کہتے ہیں کذاب ہے یعنی ابن سمعان کے حوالے سے جب امام مالک ڈے سوال ہوا تو آپ نے کہا کذاب ہے پھر کہا گیا یہ یزید بن عیاض کے حوالے سے تو آپ فرمایا کذاب ترین ہے کذاب ترین ہے اسم تفضیل کا صیغہ استعمال کیا ہے اکذب کذب سے

امام بخاری و مسلم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے

سعدی کہتے ہیں ذاھب الحدیث ہے

نسائی احمد بن صالح اور ازدی کہتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے

فلاس کہتے ہیں ضعیف جدا ہے

اور دار قطنی کہتے ہیں کہ ضعیف ہے

تو یہ ہے اس راوی کا حال اور یہ ہے اھل سنت والجماعت کی روایت جو کہ فاسد و کاسد ہے اور جیسے راوی مجروح ترین کذاب ہے ویسے یہ اس کی روایت کا حال ہے اور اس میں یہ بھی دیکھیں کہ معاویہ کا ذکر نہیں ہے۔

قارئین کرام آپ نے اس طرق کا بھی حال دیکھ لیا۔ پھر بھلا کیسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ لوگ ان روایات کی بنیاد پر سبط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا الزام لگاتے ہیں۔

ایک اور ایرانی ویب سائٹ ناشر قزوینی کی چالا کی ملاحظہ فرمائیں

:انساب الأشراف میں لکھا ہے کہ

و قد قيل أن معاوية دس إلي جعدة بنت الأشعث بن قيس امرأة الحسن، و أرغبها حتي سمته و كانت شانئة له.

و قال الهيثم بن عدي: دس معاوية إلي ابنة سهيل بن عمرة امرأة الحسن مائة ألف دينار علي أن تسقيه شربة بعث بها إليها ففعلت.

کہا گیا ہے کہ معاویہ نے مخفی طور پر جعدہ بنت اشعث کو پیغام دیا کہ اور اس کو اتنا اصرار کیا کہ امام کو مسموم کرو، اس کا رابطہ امام سے ٹھیک نہیں تھا۔

:ہیثم بن عدی نے کہا ہے کہ

معاویہ نے سازش کی اور سہیل ابن عمرۃ کی بیٹی کہ جو امام حسن کی بیوی تھی، سے کہا کہ اگر تم امام حسن کو زہر دو تو تم کو ایک لاکھ دینار دوں گا، اس نے بھی اس کام کو انجام دے دیا۔

البلاذري، أحمد بن يحيي بن جابر (متوفی 279ھ-)، أنساب الأشراف، ج1، ص389

عزیزان قتل کا الزام ثابت کرنے کے لئے دیکھیں کس طرح منقطع روایت پیش کی، جس میں پہلے ہے ایک کہا گیا۔ کس نے کہا؟ کوئی پتہ نہیں۔ پھر ہیثم اس کو ڈریکٹ بیان کر رہا ہے جس کو بغیر سند صحیح کے بلاذی نے بھی نقل کر دیا یہ ہے شیعہ کی ایک وزنی دلیل اور اسکا حال۔

الاستیعاب میں دوسندوں کے ساتھ روایت لکھی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا گیا کہ وہ نام بتائیں جس نے زہر دیا مگر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نام نہ بتایا

الاستیعاب کی اصل عربی عبارت یہ ہے

وقال قتادة وأبو بكر بن حفص: سم الحسن بن على، سمته امرأته جعدة بنت الأشعث بن قيس الكندي.

وقالت طائفة كان ذلك منها بتدسيس معاوية إليها

ذَكَرَ أَبُو زَيْدٍ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ وَأَبُو بَكْرِ بن أبي خيثمة قالا: حدثنا موسى ابن إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِلالٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قال: دخل الحسين على الحسن، فَقَالَ: يَا أَخِي إِنِّي سُقِيتُ السُّمَّ ثَلاثَ مرار، لَمْ أُسْقَ مِثْلَ هَذِهِ الْمَرَّةِ إِنِّي لأَضَعُ كَبِدِي. فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَنْ سَقَاكَ يَا أَخِي؟ قَالَ: مَا سُؤَالُكَ عَنْ هَذَا؟ أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَهُمْ، أَكِلُهُمْ إِلَى اللَّهِ

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا قَاسِمٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوْحٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاق، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا وَمَا سُقِيتُهُ مِثْلَ هَذِهِ الْمَرَّةِ، لَقَدْ لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي، فَرَأَيْتُنِي أَقْلِبُهَا بِعُودٍ مَعِي فَقَالَ لَهُ الحسين: يَا أَخِي، مَنْ سَقَاكَ؟ قَالَ: وَمَا تُرِيدُ إِلَيْهِ؟ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ فاللَّه أَشَدُّ نِقْمَةً، وَلَئِنْ كَانَ غَيْرُهُ مَا أُحِبُّ أَنْ تَقْتُلَ بِي بَرِيئًا.

[الاستيعاب في معرفة الأصحاب 389/1,,390 ملتقطا]

.

الاستیعاب کے مصنف ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نقل روایت صحیح نہیں ہے۔

:شمس الدین ذہبی نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ

.و قد سمعت بعض من يقول كان معاوية قد تلطف لبعض خدمه أن يسقيه سما

میں نے بعض سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ: معاویہ نے اپنے بعض نوکروں سے کہا کہ امام حسن کو زہر دیں۔

الذهبي الشافعي، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان (متوفى 748ھ-)، سير أعلام النبلاء، ج 3، ص 274، تحقيق: شعيب الأرناؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت،

اس میں واقدی ہے جو متروک ہے۔

اس طرح کئی کتب میں عبارت درج ہوئی جو بے سند اور بے اصل ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کچھ شیعہ روایات

یادرہے شیعہ روایات اگر صحیح بھی ہوں تو ہم پر حجت نہیں ہیں۔

مگر یہ بھی ضعیف ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

روى الكليني في كافيه عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: «إِنَّ جَعْدَةَ بِنْتَ أَشْعَثَ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ سَمَّتِ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَسَمَّتْ مَوْلَاةً لَهُ، فَأَمَّا مَوْلَاتُهُ فَقَاءَتِ السَّمَّ، وَأَمَّا الْحَسَنُ فَاسْتَمْسَكَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ انْتَفَطَ بِهِ فَمَاتَ

([2]).

ترجمہ

کلینی سے کافی میں روایت موجود ہے کہ

جوابوبکرالحضرمی سے کہ وہ کہتے ہیں کہ

جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی نے انہوں نے امام حسن علیہ السلام کو ذہر دیا اور ان کے مولاہ یعنی خادمہ کو بھی دیا تو بہر حال مولاتہ یعنی انکی خادمہ زہر نے انکو شگاف ڈالا اور بہر حال امام حسن چمٹے اپنے بطن کو اس سے وہ منتفط ہوئے اور پھر شہید ہوگئے یعنی فوت ہوگئے۔

وهذه رواية منقطعة؛ إذ إن الحضرمي لم يحضر الواقعة ولم يذكر عن من أخذها، وقد ذكر الخوئي أن الحضرمي من الرواة عن الباقر والصادق، ولم يرو عن زين العابدين فضلًا عن الحسين، فضلًا عن أن يدرك زمان الحسن

!([3])

ترجمہ

تو پھر بیشک یہ روایت منقطع ہے کہ اس لیے کہ بیشک جو الحضرمی ہے یہ تو اس واقع میں حاضر بھی نہیں تھا اور اس نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس نے یہ واقعہ کس سے لیا ہے اور خوئی نے یہ بھی کہا ہے اس کے حوالے سے یعنی الحضرمی راوی کے حوالے سے کہ یہ امام باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے اور یہ نہیں روایت کرتا امام زین العابدین علیہ السلام سے تو اس کا امام حسین علیہ السلام سے روایت کرنا بہت دور کی بات ہے اور اسی طرح اسکا امام حسن علیہ السلام کے زمانے کا ادارک کرنا بھی بہت دور کی بات ہے۔

وروى المفيد في الإرشاد عن مغيرة قال: «أرسل معاوية إلى جعدة بنت الأشعث بن قيس: أنّي مزوّجك يزيد ابني على أن تسمّي الحسن، وبعث إليها مائة ألف درهم، ففعلت وسمّت الحسن، فسوّغها المال ولم يزوّجها من يزيد، فخلف عليها رجل من آل طلحة فأولدها، فكان إذا وقع بينهم وبين بطون قريش كلام عيّروهم وقالوا: يا بني مسمّة الأزواج

»([4]).

ترجمہ

شیخ مفید نے الارشاد میں مغیرہ سے روایت کی ہے کہ

معاویہ نے جعدہ بنت الاشعث بن قیس کی جانب یہ پیغام بھیجا کہ بیشک میں تیری شادی اپنے بیٹے یزید سے کرواد وں گا اس پر کہ توامام حسن علیہ السّلام کو زہر دے اور اسکو ساتھ سو ہزار یعنی ایک لاک دراھم بھی دیے تو پھر اس نے وہ کر دیا اور امام حسن علیہ السلام کو زہر دے دیا تو پھر اس نے اس کو اسان بنالیا مال کو اور اس کی شادی نہیں کی یزید سے اور ایک مر دال طلحہ میں سے اس پر خلف کر دیا یعنی اس سے اس کی شادی کر دی تو پھر اسکے گھر اولاد بھی ہوئی تو ہو گیا تھا ان کے در میان اور بطون قریش یعنی قریش کے در میان کوئی مسالہ و کلام تو وہ سب ان کو شرم دلاتے یہ کہہ کراے ازواج کو زہر دینے والے کے بچو یا بنی قبیلہ۔

یہ روایت بھی فاسد اور کاسد ہے جو کہ روایت کی گئی مجاھیل کے طریق سند سے دیکھیں

([5])«عیسی بن مھران: قال الخوئي« مجھول.

([6])«عبید اللہ بن الصباح: مجھول، قال الشاھرودي: «لم یذکروہ.

.([7])«جرير بن حازم: مجهول، قال الشاهرودي: «لم يذكروه

عیسی بن مھران ہے راوی اس کے حوالے سے خوئی کہتے ہیں مجھول

عبیداللہ بن صباح یہ بھی مجھول اور شاھرودی کہتے ہیں ان سب نے اس کوذکر نہی کیا

جریر بن حازم مجھول اس کے حوالے سے بھی شاھرودی کہتے ہیں کہ ان سب نے اس کوذکر نہیں کیا

مغیرہ الضبی اس کا کوئی احوال مجھے نہیں ملے

تو یہ تمام روایات مسلسل مجاھیل یعنی مجھول لوگوں سے اتی ہیں۔

عن عبد الله بن عباس أنه قال: «كان الحسن

قد سُقي السّم، سقته امرأته إياه -جعدة بنت الأشعث- فكانت نفسه فيه، وأعطيت على ذلك مالًا كثيرًا

»([8]).

نعمانی شیعہ کی یہ روایت اور بھی کئی اسی طرح بے سند ہے۔

حواشی وحوالاجات

([1]) الضعفاء والمتروكون، ابن الجوزي (3/211).

([2]) الكافي، الكليني (2/501) ط دار الحديث.

([3]) معجم رجال الحديث، الخوئي (١١/317).

([4]) الإرشاد، المفيد (2/16).

([5]) المفيد من معجم رجال الحديث، محمد الجواهري (ص ٤٤٩).

([6]) مستدركات علم رجال الحديث، علي النمازي الشاهرودي (5/37).

([7]) مستدركات علم رجال الحديث، علي النمازي الشاهرودي (2/126).

([8]) شرح الأخبار، القاضي النعمان المغربي (٣/128).

امام کے جنازے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تیر؟

اس سلسلے میں روافض کے بے بنیاد الزامات بھی اس دور میں اٹھتے ہیں۔

اس مقام پر مختصر ذکر کر کے رد کرتے ہیں۔

شیعہ کہتے ہیں کہ امام ابن عبد البر اپنی کتاب بہجۃ المجالس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جنازے کو تدفین سے روکا ہے یہ بات لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر بالفرض یہ روایتِ ضعیف لکھی بھی ہے، تو بھی یاد رہے کہ

ابن عبد البر نے کتاب بھجۃ المجالس پہلے لکھی اس کے بعد الاستیعاب لکھی اور الاستیعاب میں لکھا کہ سیدہ عائشہ نے اجازت دی تھی مروان نے منع کیا تھا لہذا ابن عبد البر کا اپنی بات سے ہٹ جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تیر چلانے والی بات، منع کرنے والی بات غیر معتبر مردود باطل جھوٹ ہے۔

بھجۃ المجالس پہلے لکھی اس کا ثبوت یہ ہے

کہ الاستیعاب میں کئی جگہ اس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ بھجۃ المجالس پہلے لکھی گئی

«وقد ذكرنا الأبيات بتمامها فِي كتاب «بهجة المجالس

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب 1165/3)

:الاستیعاب میں لکھا ہے

كنت طلبت إلى عائشة إذا مت أن تأذن لي فأدفن في بيتها مع رسول الله ﷺ، فقالت: نعم. وإني لا أدري لعلها كان ذلك منها حياء، فإذا أنا مت فاطلب ذلك إليها فإن طلت نفسها فادفني في بيتها ،وما أظن القوم إلا (١) سيمنعونك إذا أردت ذلك، فإن فعلوا فلا تراجعهم في ذلك، وادفني في بقيع الغرقد، فإن فيمن فيه (٢) أسوة.فلما مات الحسن أتى الحسين عائشة، فطلب ذلك إليها، فقالت: نعم وكرامة. فبلغ ذلك مروان، فقال مروان: كذب وكذبت، والله لا يدفن هناك أبدا، منعوا عثمان من دفنه في المقبرة، ويريدون دفن الحسن

علامہ ابن عبدالبر نے لکھا کہ حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ میں سیدنا حسن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی تھی کہ

میں جب وفات پاجاؤں تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو جگہ آپ سیدہ عائشہ کے لیے ہے وہاں مجھے دفن ہونے کی اجازت دیجیئے تو سیدہ عائشہ نے اجازت دے دی ہے لیکن ممکن ہے دلی اجازت نہ دی ہو تو اے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ میری وفات کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس جانااور دوبارہ اجازت طلب کرنااور مجھے ڈر ہے کہ کچھ لوگ تمھیں اس بات سے منع کریں گے جھگڑا کریں گے اگرایسا ہو تو مجھے بقیع میں دفن کر دینا کہ وہاں پر بھی وہ اشخاص مدفون ہیں کہ جن کی اسوہ حسنہ کی پیروی کی جاتی ہے

جب سیدناامام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات ہوئی تو سیدناامام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس تشریف لائے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے میں سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو دفنانے کی

اجازت طلب کی تو سیدہ عائشہ نے فرمایا میری طرف سے بالکل اجازت ہے بلکہ میرے لیے عزت واعزاز کی بات ہے۔۔۔۔ یہ بات مروان تک پہنچی تو اس نے کہا کہ سب جھوٹ ہے۔

عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن نہ ہونے دیا گیا تھا تو ہم بھی سیدنا حسن کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن نہ ہونے دیں گے پھر سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وصیت کے مطابق اپ کو بقیع میں دفن کیا گیا

الاستيعاب في معرفة الأصحاب 391/1،392 ملخصا)

اگرچیکہ ان تمام روایات کو ہم صحیح نہیں سمجھتے مگر اصل قصہ یہ ہے۔

شیعہ کہتے ہیں حضرت عائشہ نے امام کو دفن ہونے سے روکا۔

اب اس مقام پر یاد رہے کے اس طرح کے جتنے بھی قصے ہیں جن کو ہم کچھ ذکر کرنے لگے ہیں یہ سند صحیح سے بالکل نہیں ہیں کہ جن کی بنیاد پر الزامات تراشے جائیں۔

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روضہ میں تدفین سے روکا تھا، یاد رہے اس ضعیف روایت میں بلازری نے یہ نہیں لکھا کہ سیدہ عائشہ نے شروع سے ہی منع کر دیا تھا بلکہ اس نے یہ لکھا کہ مروان وغیرہ نے منع کر دیا اور جھگڑا ہو گیا تو جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ میں اپنی جگہ جو دفن ہونے کے لیے رکھی ہے وہ کسی کو نہیں دیتی.... باقی تیر چلانے مذمت کرنے وغیرہ کی کوئی بات بلاذری نے بھی نہس لکھی

یہ دیکھیے بلازری کے الفاظ

فَلَمَّا رَأَتْ عَائِشَةُ السِّلاحَ وَالرِّجَالَ، وَخَافَتْ أَنْ يَعْظُمَ الشَّرُّ بَيْنَهُمْ وَتُسْفَكَ الدِّمَاءُ قَالَتْ: الْبَيْتُ بَيْتِي وَلا آذَنُ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ أَحَدٌ

یعنی

بلاذری کہتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں اسلحہ جمع ہو گیا ہے اور انہیں خوف تھا کہ جھگڑا بہت طویل ہو جائے گا بہت بڑا فساد کھڑا ہو جائے گا خون خرابہ ہو جائے گا تو سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ وہ جگہ میری ہے تو میں اپنی جگہ کسی کو نہیں دیتی (اس طرح جھگڑا ختم ہو گیا اور سیدنا حسن کو ان کی وصیت کے مطابق بقیع میں سیدنا حسین نے دفن کر دیا)

انساب الاشراف 6/3)

بلازری نے جو یہ لکھا کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ میں کسی کو دفن ہونے کے لیے جگہ نہیں دیتی تو اس کا بھی کوئی حوالہ نہیں دیا اور بغیر حوالے کے ایسی بات معتبر کیسے ہو سکتی ہے۔

اسی طرح تیر چلانے کا جو قصہ ہے وہ کسی بھی سنی کتاب میں سند معتبر کے ساتھ نہیں ہے۔